نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت حَکم و قاضی

پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز

﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴾

(النساء : ٦٥)

"پس اے نبی! آپ کے رب کی قسم، یہ کبھی مؤمن نہیں ہو سکتے تاوقتیکہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو فیصلہ آپ فرمادیں اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی محسوس نہ کریں، بلکہ سرِ تسلیم خم کرلیں۔"

مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست قائم ہونے کے ساتھ ہی مسلمانوں کے باہمی نزاعات نیز ریاست میں وقوع پذیر ہونے والے جرائم کے سلسلہ میں ایک مربوط نظامِ عدل یا نظامِ قضاء کی اشد ضرورت تھی، چنانچہ ابتداء میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود منصبِ قضاء سنبھالا اور اللہ ربّ العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبردست تائید و نصرت فرمائی۔ متذکرہ بالا آیتِ طیّبہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

اسلام سے قبل یا زمانہ جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ تنازعات کا فیصلہ طے کرنے کے لئے فریقین کسی کو اپنا حَکم بنا لیتے اور اس کے فیصلہ کا انتظار کرتے۔ پھر اگر حَکم کا فیصلہ فریقین میں سے کسی کے لئے قابلِ قبول نہ ہوتا تو وہ کسی اور کو حَکم بناتا، اگر اُس کا فیصلہ بھی منظور نہ ہوتا تو کسی تیسرے شخص کو حَکم بنایا جاتا اور یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہتا۔ تاآنکہ فریقین کسی ایسے حَکم کی تلاش و جستجو میں رہتے جس کا فیصلہ دونوں کے لئے قابلِ قبول ہو۔ یوں یہ طریقہ کار عہدِ رسالت تک جاری تھا[1]۔ العجلانی کہتے ہیں :

"شروع شروع میں لوگ اپنے جھگڑوں کا فیصلہ پنچایت کے طریقہ سے کرتے تھے، جو انہوں نے زمانہ جاہلیت ہی سے سیکھ رکھا تھا اور پنچ کا فیصلہ ماننے یا رد کرنے میں وہ آزاد تھے، یہاں تک کہ ان میں سے کسی نے اپنا مقدمہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، لیکن آپ کے فیصلہ سے راضی نہ ہوا۔ چنانچہ یہ آیتِ طیبہ نازل

ہوئی : ﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ....الخ ﴾ (۲)

بعض تاریخی روایات بھی اس امر کی مصدق ہیں۔ ثعلبی نے ابنِ عباس سے 'ابنِ ابی حاتم نے ابو الاسود سے مرسلاً' نیز بغوی نے کلبی کا قول بواسطہ ابو صالح ابنِ عباس نقل کیا ہے کہ ایک یہودی سے ایک منافق (بِشر) کا کچھ جھگڑا ہو گیا۔ یہودی نے فیصلہ کرانے کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی منافق کو دعوت دی اور منافق نے سردارِ یہود کعب بن اشرف سے فیصلہ کرانے کے لئے یہودی سے خواہش ظاہر کی۔ یہودی نے کعب بن اشرف کے پاس جانے سے انکار کیا اور جناب رسول اللہ ﷺ سے فیصلہ کرانے پر اصرار کیا۔ مجبوراً منافق کو بھی نبی اکرم ﷺ کی طرف آنا پڑا۔ غرض دونوں خدمت گرامی میں حاضر ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ نے فیصلہ یہودی کے حق میں دیا۔ جب دونوں (فریقین) اٹھ کر باہر چلے تو منافق یہودی کو چمٹ گیا اور کہا کہ فیصلہ کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چلو۔ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ یہودی نے بیان کیا کہ ہم دونوں اپنا معاملہ لے کر حضور ﷺ کے پاس گئے تھے اور آپؐ نے میرے حق میں فیصلہ دیا' لیکن یہ اس فیصلہ پر راضی نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منافق سے پوچھا کہ کیا ایسا ہی ہے؟ منافق نے کہا جی ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا : ذرا ٹھہرو' میں ابھی (اندر جا کر واپس) آتا ہوں۔ چنانچہ آپؓ گھر میں داخل ہوئے اور تلوار لئے ہوئے برآمد ہوئے' پھر فرمایا : جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلہ پر راضی نہ ہو میں اس کا فیصلہ اسی طرح کرتا ہوں۔ (۳)

نبی اکرم ﷺ کے منصبِ قضاء سنبھالنے اور تائیدِ الٰہی آ جانے کے بعد زمانۂ جاہلیت کا وہ رواج ختم ہو گیا کہ ایک قاضی یا حَکم کا فیصلہ منظور نہ ہو تو دوسرے اور تیسرے کے پاس جا کر مقدمہ پیش کیا جائے اور جب تک من مرضی کا فیصلہ نہ ہو حَکم بنانے اور حکم نہ ماننے کا سلسلہ جاری رہے۔ چنانچہ اسلامی ریاست کے قیام کے ساتھ ہی ریاست کے باشندوں پر لازمی قرار دیا گیا کہ وہ اپنے تنازعات کا فیصلہ بارگاہِ نبویؐ سے کرائیں اور پھر جو فیصلہ اس عدالتِ عظمیٰ سے صادر ہو اُس کے سامنے سرِ تسلیم خم کریں۔

نبی اکرم ﷺ نے بامرِ الٰہی نظامِ حدود و تعزیرات کو جاری فرمایا اور اپنی زندگی میں حدود و تعزیرات کے متعلق کئی فیصلے صادر فرمائے۔ ان تمام فیصلوں کی مکمل تفصیلات اس

مضمون میں نہیں سما سکتیں' لہٰذا سرِدست ہم صرف چند ایسے فیصلوں کا ذکر کریں گے جن کا تعلق جرائم کی حدود سے ہے۔ اور دیگر مقامات کے فیصلوں کا ذکر ان شاء اللہ آئندہ کسی نشست میں ہو گا۔

مقدماتِ زنا

① موطأ امام مالک میں زانی مُحصن کو عہدِ رسالت میں رجم کرنے کے سلسلہ میں ایک روایت اس طرح ہے :

"حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ اسلم قبیلہ کا ایک شخص حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں نے زنا کیا ہے۔ آپؓ نے پوچھا : کیا تو نے اس کا ذکر میرے علاوہ کسی اور سے بھی کیا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ آپؓ نے فرمایا : اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ اور اس واقعہ کا کسی اور سے ذکر نہ کرنا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتے ہیں۔ مگر اُس شخص کو اس کے دل نے چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے بھی وہی کچھ کہا جس کا ذکر وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کر چکا تھا۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرح مشورہ دیا' لیکن وہ شخص پھر بھی مطمئن نہ ہوا۔ بالآخر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے بتایا کہ میں نے زنا کیا ہے۔ حضرت سعید فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے تین بار رُخ انور پھیر لیا' لیکن وہ وہی بات دہراتا رہا' تا آنکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اس کے گھر بھیجا تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہ کہیں کسی مرض یا جنون میں مبتلا تو نہیں۔ گھر والوں نے کہا کہ وہ تو بالکل صحت مند ہے۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ تو شادی شدہ ہے یا کنوارا؟ اس نے کہا کہ وہ شادی شدہ ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔"(۴)

② صحیح بخاری میں زانی محصن کو رجم کی سزا دیئے جانے کا ایک اور واقعہ یوں مذکور ہے :

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اسلم قبیلہ کا ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے اعترافِ زنا کر لیا تو آپ نے پوچھا ((اَبِكَ جنونٌ؟)) "کیا تجھے جنون کا مرض لاحق ہے؟" اس نے عرض کیا : نہیں۔ آپؐ نے پھر سوال کیا کہ "تو شادی شدہ

ہے؟" اس نے کہا ہاں۔ جب یہ تمام مراحل طے ہو چکے تو آپ ﷺ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا۔ جب اس پر پتھروں کی بارش ہوئی تو وہ بھاگ کھڑا ہو' مگر اس پر مسلسل پتھر برسائے گئے یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ اس موقع پر نبی ﷺ نے اس کے حق میں کلمۂ خیر کہا اور اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی"۔ ابنِ جریج اور یونس نے جو روایت امام زہری سے کی ہے اس میں نمازِ جنازہ کا ذکر نہیں کیا۔(۵)

جبکہ صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ :

"اس واقعہ سے دو تین دن بعد لوگ ایک جگہ جمع تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپؐ نے فرمایا کہ ماعز بن مالک کے لئے بخشش کی دعا کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ماعز بن مالک کی مغفرت فرمائے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اسے ایک جماعت پر تقسیم کر دیا جائے تو یہ اس کے لئے کافی ہو گی۔"

سنن ابی داؤد میں ہے کہ "اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' اِس وقت وہ جنت کی نہروں میں غوطہ زن ہے۔"(۶)

(۳) موطا امام مالک میں ایک زانیہ کو حد لگائے جانے کا واقعہ اس طرح مذکور ہے :

"یعقوب بن زین بن طلحہ کی روایت ہے کہ ان کے والد زید بن طلحہ نے عبداللہ بن ابی ملیکہ سے روایت کی ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ وہ زنا سے حاملہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ بچے کی ولادت کے بعد آنا' چنانچہ وضع حمل کے بعد وہ پھر آئی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ' اسے دودھ پلاؤ اور مدتِ رضاعت پوری ہونے کے بعد آنا۔ تیسری بار وہ آئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ بچہ کسی کی کفالت میں دینا ضروری ہے۔ جب وہ بچے کو کسی کے سپرد کر کے آئی تو آپؐ نے اسے رجم کا حکم دیا اور اسے رجم کیا گیا۔"(۷)

صحیح مسلم کی روایت میں مندرجہ ذیل کلمات کا اضافہ ہے :

"یعنی نبی اکرم ﷺ کے حکم سے اس کے لئے سینے تک گڑھا کھودا گیا۔ اس کے بعد اسے رجم کیا گیا۔ آپؐ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپؐ ایک زانیہ کی نماز جنازہ پڑھا رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا : "اس نے ایسی سچی توبہ کی ہے کہ اگر اسے مدینہ کے ستر افراد پر تقسیم کر دیا جائے تو ان کی بخشش کے لئے کافی

ہو۔ اس سے بہتر توبہ کیا ہو سکتی ہے کہ اس نے اپنے آپ کو خدائے بزرگ و برتر کے حوالے کر دیا۔"(۸)

یہ روایت متعدد طرق سے مرسلاً مروی ہے' محدثین کرام کے ہاں بھی مشہور ہے۔

ابو داؤد میں عمران بن حصین کی روایت میں ہے کہ یہ عورت جہینہ قبیلہ سے تھی۔ صحیح مسلم کے مطابق یہ غامدیہ قبیلہ سے تھی جو جہینہ قبیلہ کی ایک شاخ کا نام ہے۔

نسائی کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ خود بھی اس عورت کے رجم کئے جانے کے وقت حاضر تھے' آپ نے چنے کے دانے کے برابر ایک کنکر اس پر پھینکا' پھر فرمایا: ((اِرْمُوْا وَاِیَّاکُمْ وَجْهَهَا)) "اسے پتھر مارو' لیکن چہرے کو بچا کر۔" اُس وقت حضور ﷺ اپنے خچر پر سوار تھے۔(۹)

سنن ابی داؤد میں زکریا بن سلیم کی سند کے ساتھ روایت ہے' جس میں یہ زائد عبارت موجود ہے کہ آپ ﷺ نے اسے چنے کے دانے کے برابر کنکری ماری اور فرمایا: اسے پتھر مارو' لیکن چہرے سے احتراز کرنا۔ پھر جب اس کا جسم ٹھنڈا ہو گیا تو اسے نکال کر آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی۔(۱۰)

④ موطا امام مالک میں ایک یہودی جوڑے کو رجم کرنے کا واقعہ اس طرح ہے:

"نافع عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ چند یہودی نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ ان کے ہاں ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: تورات میں زنا کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم ان کو ذلیل و رسوا کرتے اور کوڑے لگاتے ہیں۔ اُس وقت حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ وہاں موجود تھے۔ انہوں نے کہا: تم جھوٹ بول رہے ہو' تورات میں تو زنا کی سزا رجم ہے۔

یہودی تورات لائے اور متعلقہ حصہ پڑھنا شروع کیا' لیکن ایک شخص نے آیت رجم پر ہاتھ رکھ دیا۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا کہ اپنا ہاتھ اٹھاؤ۔ اس نے ہاتھ اٹھایا تو وہاں آیت رجم موجود تھی۔ اس کے بعد انہوں نے تسلیم کیا کہ زانی کی سزا رجم ہے۔ چنانچہ اس یہودی جوڑے کو آپ ﷺ کے حکم سے رجم کیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ مرد اس عورت پر جھک کر اسے پتھروں سے بچانے کی کوشش کرتا تھا۔ امام مالک کا قول ہے: يَحْنِيْ عَلَيْهَا یعنی مرد عورت پر جھکتا تھا تاکہ وہ

پتھروں سے محفوظ رہے۔"[11]

سنن ابو داؤد میں بھی یہ روایت قدرے اختلاف کے ساتھ یوں بیان ہوئی ہے :

حضرت جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ "چند یہودی ایک زانی مرد اور عورت کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا : "تم اپنے دو سب سے بڑے عالم میرے پاس لاؤ۔" چنانچہ وہ صوریا کے دو بیٹے حضورؐ کے پاس لائے۔ آپؐ نے انہیں قسم دے کر پوچھا کہ تورات میں زنا کی سزا کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ تورات میں یہ حکم ہے کہ اگر چار آدمی زنا کے وقوع پذیر ہونے کی شہادت اس طرح دیں کہ ہم نے مرد کا آلہ تناسل عورت کی شرمگاہ میں اس طرح دیکھا ہے جس طرح سرمہ دانی میں سلائی ہوتی ہے تو دونوں کو رجم کیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ پھر تم انہیں رجم کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا کہ ہمارا اقتدار ختم ہو گیا اور ہم قتل کو ناپسند کرنے لگے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے گواہ طلب کئے۔ چار گواہ آئے اور انہوں نے گواہی دی تو حضور ﷺ نے رجم کا حکم دیا۔"

اور کہا جاتا ہے کہ مجاہد غیر مقبول الحدیث ہیں' نبی اکرم ﷺ نے اس جوڑے کو یہود کی شہادت کے بغیر رجم کیا تھا' یا تو وحی کی بناء پر' یا دو مسلمانوں کی گواہی کی بنا پر یا ان دونوں ملزموں کے اقرارِ جرم کی بناء پر۔"[12]

⑤ موطا امام مالک میں ایک زانی و زانیہ کو حد لگائے جانے کا ذکر یوں کیا گیا ہے :

"ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی اپنا جھگڑا آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لائے۔ ایک نے کہا : اے خدا کے رسولؐ! ہمارے مابین کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کیجئے۔ دوسرے نے' جو زیادہ سمجھ دار تھا' کہا : ہاں' یا رسول اللہ! کتاب اللہ کے مطابق ہمارے درمیان فیصلہ فرمایئے اور مجھے اصل واقعہ پیش کرنے کی اجازت دیجئے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس شخص سے فرمایا کہ بات کرو۔ اس نے عرض کیا کہ میرا بیٹا اس شخص کے ہاں ملازم تھا۔ اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا۔ اس شخص نے مجھے کہا کہ میرے بیٹے کو رجم کیا جائے گا۔ میں نے بطورِ فدیہ سو بکریاں اور ایک لونڈی پیش کی۔ لیکن میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ تیرے بیٹے کو ایک سو کوڑے اور ایک سال کی جلا وطنی کی سزا ملے گی اور عورت کو رجم کیا جائے گا۔ نبی اکرم ﷺ نے

فرمایا : خدا کی قسم، میں تمہارے درمیان اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ سنو! تیری لونڈی اور بکریاں تجھے واپس کی جائیں گی اور تیرے بیٹے کو سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی کی سزا ہو گی۔ آپ ﷺ نے انیس اسلمی رضی اللہ عنہ کو دوسرے شخص کی بیوی کے پاس بھیجا کہ اگر وہ اعترافِ جرم کر لے تو اسے رجم کیا جائے۔ چنانچہ اس کے اعتراف پر اسے رجم کیا گیا۔"(۱۳)

(۶) موطا امام مالک ہی میں ایک روایت ایک زانی کو کوڑوں کی سزا دیئے جانے کے بارے میں اس طرح ہے :

"زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک دور میں ایک شخص نے زنا کا اعتراف کیا۔ آپؐ نے اس کے لئے کوڑا منگوایا۔ چنانچہ ایک ٹوٹا ہوا کوڑا آپؐ کو پیش کیا گیا۔ آپؐ نے فرمایا : اس سے مضبوط لاؤ۔ اُس وقت ایک بالکل نیا کوڑا لایا گیا جس کی اطراف ابھی تک گھسی نہیں تھیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا : اس سے کم تر درجہ کا کوڑا لے کر آؤ۔ پھر ایک کوڑا لایا گیا جس میں پیوند لگے ہوئے تھے اور وہ نرم تھا۔ تب اس شخص کو آپؐ کے حکم سے کوڑے لگائے گئے۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "اے لوگو! وقت آ گیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی حدود سے باز رہو۔ اگر کوئی شخص اس گندگی میں ملوث ہو جائے تو وہ اپنی اس برائی کی پردہ پوشی کرے جیسا کہ اللہ نے اس کی پردہ پوشی کی، اور جو شخص اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دے گا اسے اللہ کی کتاب کے مطابق سزا دی جائے گی۔"(۱۴)

(۷) سنن بیہقی اور دار قطنی کی ایک روایت زانی کو کوڑے لگائے جانے کے بارے میں اس طرح ہے :

"سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک لونڈی زنا سے حاملہ ہو گئی۔ اس سے پوچھا گیا کہ کس نے تمہیں حاملہ کیا؟ اس نے کہا ایک معذور شخص نے۔ اس معذور شخص سے پوچھا گیا تو اس نے اعترافِ جرم کر لیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ تو اتنا کمزور ہے کہ کوڑوں کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ پھر آپؐ نے اسے کھجور کے ایسے گچھے سے مارنے کا حکم دیا جس میں تقریباً سو شاخیں ہوں۔" (۱۵)

مقدّماتِ قذف

سنن نسائی میں حد قذف نافذ کیے جانے کا ذکر ملتا ہے۔ روایت حسب ذیل ہے :

"اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب میری براءت نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور آپؐ نے متعلقہ آیات کی تلاوت کی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے اور دو مردوں اور ایک عورت کو قذف کی سزا کا حکم دیا۔ چنانچہ ان پر حد لگائی گئی"۔[16]

مقدماتِ سرقہ (چوری)

(۱) اسلام میں سب سے پہلے جس شخص پر حدِ سرقہ جاری کی گئی وہ خیار بن عدی بن نوفل بن عبد مناف ہے' اور عورتوں میں جس پر حد جاری ہوئی وہ بنو مخزوم کی ایک عورت مرۃ بنت سفیان بن عبد الاسد ہے۔

قرطبی کہتے ہیں کہ اسلام میں مَردوں میں سے سب سے پہلے جس کا ہاتھ کاٹا گیا وہ خیار ابن عدی بن نوفل بن عبد مناف تھا اور عورتوں میں سے سب سے پہلے جس کا ہاتھ کاٹا گیا وہ مرۃ بنت سفیان بن عبد الاسد تھیں جن کا تعلق بنی مخزوم سے تھا۔[17]

"نافع نے ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈھال کی چوری کی سزا میں' جس کی قیمت تین درہم تھی' ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔"[18]

(۲) موطا امام مالک میں نفاذِ حد سرقہ کے سلسلہ میں ایک نظیر اس طرح ملتی ہے :

"عبداللہ بن صفوان بیان کرتے ہیں کہ صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا علم ہوا کہ "جس نے ہجرت نہ کی وہ ہلاک ہوا" تو وہ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آئے اور اپنی چادر سر کے نیچے رکھ کر مسجد میں سو گئے۔ اسی اثناء میں ایک چور مسجد میں داخل ہوا اور اس نے چادر اپنے قبضہ میں لے لی۔ حضرت صفوانؓ نے اسے پکڑ لیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔ حضور رضی اللہ عنہ نے پورا واقعہ سننے کے بعد اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ صفوان نے کہا کہ یا رسول اللہ! میرا ہرگز یہ ارادہ نہ تھا' میں اسے معاف کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : میرے پاس آنے سے قبل تم نے اسے کیوں معاف نہ کر دیا؟""[19]

(۳) بخاری و مسلم میں حدِ سرقہ کے سلسلہ میں ایک روایت حسب ذیل ہے :

"بنو مخزوم کی ایک خاتون کے معاملہ نے سنگینی اختیار کر لی جس نے چوری کا ارتکاب

کیا تھا۔ اس پر قریش پریشان ہوئے اور باہم مشورہ سے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم ﷺ کے پاس بھیجنے کا فیصلہ کیا' کیونکہ حضور ﷺ کو ان سے بڑی محبت تھی اور وہی اس طرح کی بات کرنے کی جرأت کر سکتے تھے۔ چنانچہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے بات کی۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا : کیا تو حدودِ الٰہیہ کے بارے میں سفارش کرتا ہے؟ یہ سن کر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا : یارسول اللہ! میرے لئے اللہ سے مغفرت کی دعاء کیجئے۔ عشاء کے وقت نبی ﷺ منبر پر چڑھے اور خطبہ ارشاد فرمایا' آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق تعریف کی اور فرمایا :

"امابعد! تم سے پہلے بہت سے لوگ محض اس وجہ سے ہلاک ہو چکے ہیں کہ جب ان میں سے کوئی بااثر آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیا جاتا' لیکن جب یہی جرم کمزوروں سے سرزد ہوتا تو ان پر حد قائم کی جاتی۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔" اس کے بعد آپ ﷺ نے حکم دیا اور اس مخزومی عورت کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔"[۲۰]

(۴) مصنف عبدالرزاق میں ایک غلام کو حد سرقہ لگائے جانے کا بیان اس طرح آیا ہے :

"نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک غلام لایا گیا جس نے چوری کی تھی۔ وہ چار مرتبہ لایا گیا اور آپؐ نے ہر بار اسے چھوڑ دیا۔ جب اسے پانچویں بار اس جرم میں پیش کیا گیا تو اس کا ایک ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ چھٹی بار پھر اس نے چوری کی تو اس کا پاؤں کاٹ دیا گیا۔ ساتویں بار اس جرم کی پاداش میں اس کا دوسرا ہاتھ اور آٹھویں بار اس کا دوسرا پاؤں کاٹ دیا گیا۔"[۲۱]

(۵) عادی چور کو سزا دیئے جانے کے بارے میں ایک روایت اس طرح آیا ہے :

"نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا۔ آپؐ نے فرمایا : اسے قتل کر دو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا : یارسول اللہ! اس نے صرف چوری کی ہے' تو آپؐ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد ایک اور چوری کے جرم میں آپؐ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپؐ نے فرمایا : اسے قتل کر دو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے وضاحت کی کہ اس نے صرف چوری کی ہے' آپؐ نے قطع ید کا حکم دیا۔ چنانچہ عادی چور ہونے کی بناء پر (مختلف اوقات

میں) اس کے چاروں ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے گئے۔ اس کے بعد اسی شخص نے اپنے منہ کے ذریعہ چوری کی اور پکڑا گیا۔ اسے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپؓ نے اسے قتل کا حکم دیا۔"(۲۲)

(۶) دار قطنی میں ایک روایت بچے چرانے (اغوا کرنے) والے شخص پر حد جاری کرنے کے بارے میں یوں مذکور ہے :

"مروان بن حکم جب مدینہ کا گورنر تھا تو اس کے پاس ایک شخص لایا گیا جو بچوں کو اغوا کر کے انہیں کسی دور دراز علاقہ میں فروخت کرتا تھا۔ مروان نے ممتاز فقہاء اور علماءِ مدینہ سے مشورہ کیا تو حضرت عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالہ سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص لایا گیا جو بچے اغوا کر کے کسی دور دراز مقام پر لے جا کر فروخت کیا کرتا تھا' آپؐ نے اس کا ہاتھ کاٹا تھا۔ چنانچہ مروان نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کی روشنی میں اس شخص کا ہاتھ کاٹ دیا۔"(۲۳)

مقدماتِ حرابہ (ڈکیتی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت سے عہدِ رسالت میں نفاذِ حد حرابہ کا پتہ چلتا ہے۔ روایت کے الفاظ صحیح مسلم میں یوں ہیں :

"حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ عرینہ کے کچھ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ انہیں مدینہ کی آب و ہوا راس نہ آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو صدقہ کے اونٹوں کے باڑے میں جا رہو اور ان کا دودھ اور پیشاب پیو۔ انہوں نے اسی طرح کیا اور تندرست ہو گئے۔ پھر انہوں نے اونٹوں کے چرواہوں پر حملہ کر کے ان کو قتل کر دیا اور دین اسلام سے مرتد ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کو بھگا کر لے گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی تو آپؐ نے ان کے تعاقب میں لوگوں کو بھیجا۔ چنانچہ وہ پکڑ کر لائے گئے۔ آپؐ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیئے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا دیں اور ان کو تپتے ہوئے میدان میں چھوڑ دیا' یہاں تک کہ وہ مر گئے"(۲۴)

مقدماتِ شُربِ خَمر (مے نوشی)

(۱) عہدِ رسالت میں مے نوشوں کو حد لگائے جانے کے واقعات ملتے ہیں۔ ذیل میں

چند واقعات بطورِ نظیر پیش کئے جاتے ہیں :

"انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ایسے شخص کو لایا گیا جس نے شراب پی رکھی تھی۔ چنانچہ آپؐ نے دو چھڑیوں سے اسے چالیس بار مارا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے دَور میں ایسی ہی سزا دی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دَور آیا تو آپؓ نے لوگوں سے مشورہ کیا۔ حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کم از کم مقدار اسّی (۸۰) کوڑے ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اسی کو قائم اور مقرر فرمایا۔"[۲۵]

② ایک اور روایت نفاذِ حد شربِ خمر کے سلسلہ میں یوں ہے :

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرابی کو چھڑیوں اور جوتوں سے مارا، پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور میں چالیس کوڑے لگائے جاتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں مشورہ کیا کہ مے نوشی کی سزا کیا ہونی چاہئے۔ حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا حدود کی کم از کم مقدار کے برابر مقرر کیجئے۔ چنانچہ آپؓ نے اسّی (۸۰) کوڑے مقرر کئے"۔[۲۶]

③ مصنف عبد الرزاق کی روایت کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسّی (۸۰) کوڑے حدِ شُربِ خمر جاری فرمائی۔

((عَنِ الْحَسَنَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ فِی الْخَمْرِ ثَمَانِیْنَ))[۲۷]

"حسن بصریؒ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب نوشی پر اسی (۸۰) کوڑے مارے۔"

④ کتاب الآثار میں امام محمدؒ نے ایک شرابی کو حد شربِ خمر لگائے جانے کا واقعہ یوں لکھا ہے :

"عبد الکریم بن ابی المخارق بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مخمور شخص لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا کہ اسے جوتوں سے ماریں۔ اُس وقت وہ چالیس تھے، ہر شخص نے اس مخمور کو دُو دُو جوتے مارے"۔[۲۸]

⑤ امام بخاری نے ایک روایت نفاذ حد شربِ خمر سے متعلق یوں بیان کی ہے :

"عبد اللہ بن ابی ملیکہ نے عقبہ بن حارث سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں نعیمان یا نعیمان کے بیٹے کو نشہ کی حالت میں لایا گیا۔ یہ بات آپ ﷺ پر گراں گزری اور جو لوگ اُس وقت گھر میں تھے انہیں آپؐ نے حکم فرمایا کہ اسے ماریں۔ چنانچہ لوگوں نے اسے چھڑیوں اور جوتوں سے مارا' اور میں بھی مارنے والوں میں شامل تھا۔"(۲۹)

(۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بخاری کی ایک روایت نفاذِ حد شربِ خمر کے بارے میں یوں ہے :

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص کو لایا گیا جس نے شراب پی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی پٹائی کرو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی اسے اپنے ہاتھ سے مارتا تھا' کوئی اپنے جوتے سے اور کوئی کپڑے سے اسے مارتا تھا۔ جب وہ واپس جانے لگا تو کسی نے کہا : اللہ نے تجھے ذلیل کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کہو اور اس پر شیطان کی مدد نہ کرو"۔(۳۰)

(۷) مے خوار کو کوڑے لگانے کا ایک واقعہ صحیح بخاری میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "ایک شخص کو نبی اکرم ﷺ کے دور میں آپؐ کے پاس لایا گیا جس کا نام عبداللہ اور لقب حمار تھا۔ یہ نبی ﷺ کو ہنسایا کرتا تھا۔ اس نے ایک روز شراب پی۔ چنانچہ آپؐ نے اسے کوڑے لگانے کا حکم دیا۔ جب کوڑے لگائے گئے تو ایک شخص نے کہا : اے اللہ لعنت! اسے کتنی دفعہ لایا گیا۔ مگر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا : اس پر لعنت نہ کرو' میں تو یہ جانتا ہوں کہ یہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہے"۔(۳۱)

نبی اکرم ﷺ خود تو مدینہ طیبہ میں مقدمات کی سماعت فرماتے اور دیگر اطراف و اکنافِ ریاست اسلامی میں آپؐ نے قاضی مقرر فرمائے جو ابتدائی سماعت کیا کرتے اور ضرورت محسوس ہوتی تو مقدمات کو مدینہ کی عدالت عظمیٰ میں منتقل کر دیتے۔

عہدِ رسالت کے قاضی

مدینہ منورہ میں بھی آپ ﷺ نے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو قاضی و حکم مقرر فرمایا۔ ذیل میں چند معروف قاضیوں کے اسماء گرامی پیش کیئے جاتے ہیں۔(۳۲)

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ۲۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ۳۔ حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ ۴۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ ۵۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ۶۔ حضرت عقبہ بن عامر

رضی اللہ عنہ ۷۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ ۸۔ حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ ۹۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ ۱۰۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ۱۱۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ۱۲۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ۱۳۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ۱۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

مندرجہ بالا روایات کی روشنی میں یہ بات واضح ہوئی کہ وہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم جو رحمتہ للعالمین بن کر آئے تھے' کسی پر ظلم ہوتا دیکھتے تو ربِ ذوالجلال کی شانِ جلالت کا مظہر بن جاتے اور کسی ایسے شخص کے ساتھ نرمی نہ برتتے جس نے حدود اللہ سے تجاوز کیا ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سختی مظلوم کے حق میں رحمت ثابت ہوتی کہ اسے انصاف مل جاتا۔ تاریخ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا حکیم' مہربان' عادل اور انصاف پسند حکم اور قاضی شاید ہی کہیں دیکھا ہو۔

حواشی :

۱) محمد شہیر ارسلان' القضاء والقضاۃ' ص ۶۰

۲) منیر العجلانی' عبقریۃ الاسلام فی عهد الحکم' (دمشق' جامعہ دمشق)' ص ۳۳۷

۳) ثناء اللہ پانی پتی' تفسیر مظہری' (کوئٹہ' بلوچستان بک ڈپو' ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء)' ج ۳' ص ۱۵۳' (سورۃ النساء : ۶۴)

۴) مالك بن انس بن مالك' الموطا' ج ۲' ص ۱۶۵' کتاب الحدود' باب فی الرجم

۵) بخاری' صحیح البخاری' کتاب الحدود' باب الرجم بالمصلی

۶) مسلم' صحیح مسلم' کتاب ۲۹' حدیث ۲۴

۷) مالک بن انس بن مالک' الموطا' کتاب الحدود' باب ماجاء فی الرجم' ص ۱۶۶۔ نیز مسلم' کتاب ۲۹' حدیث ۲۴۔ وابوداؤد' سنن ابی داؤد' کتاب ۳۷' باب ۲۴ و ترمذی' سنن الترمذی' کتاب ۱۵' باب ۹

۸) مسلم' صحیح مسلم' ج ۳' ص ۳۲۳' (کتاب الحدود' باب من اعترف علی نفسه بالزنا)

۹) نسائی' ابوعبدالرحمٰن' احمد بن اشعث' سنن النسائی' کراچی' نور محمد کارخانہ تجارت و کتب' (سن ندارد) ج ۴' ص ۶۳' کتاب الجنائز' باب الصلوۃ علی المرجوم

۱۰) ابو داؤد سجستانی' سنن ابی داؤد' ج ۴' ص ۵۲

۱۱) مالک بن انس بن مالک' الموطا' ج ۲' ص ۱۶۵' کتاب الحدود' باب ماجاء فی الرجم' نیز الشیبانی' محمد بن حسن' موطا امام محمد' (لاہور' مسلم اکادمی' محمد نگر ۱۴۰۶ھ / نومبر ۱۹۸۵ء) ص ۳۶۹' حدیث ۶۹۱)

۱۲) ابوداؤد' سنن ابی داؤد' ج ۳' ص ۱۵۶' کتاب الحدود' باب رجم الیهودین)

۱۳) مالک بن انس بن مالک، الموطا، ج ۲، ص ۱۶۷، کتاب الحدود، باب ماجاء فی الرجم

۱۴) ایضًا، ص ۱۶۹، کتاب الحدود، باب ماجاء فیمن اعترف علی نفسه بالزنا

۱۵) البیهقی، السنن الکبریٰ للبیهقی، ج ۸، ص ۲۳، کتاب الحدو

۱۶) نسائی، السنن للنسائی

۱۷) قرطبی، ج ۶، ص ۱۶

۱۸) مالک بن انس بن مالک، موطا امام مالک، ج ۲، ص ۱۷۴، کتاب الحدود، باب مایجب فیه القطع، نیز موطا امام محمد، ص ۳۶۳، حدیث ۶۸۳

۱۹) ایضاً، کتاب الحدود، باب ترك الشفاعة للسارق اذا بلغ السلطان، نیز ابو داؤد، ج ۴، ص ۳۶۲، حدیث ۶۸۲ و موطا امام محمد، ص ۳۶۲، حدیث ۶۸۲، و بخاری، ج ۳، ص ۶۵۵

۲۰) بخاری، صحیح بخاری، کتاب الحدود، باب کراهیة الشفاعة فی الحدود اذا رفع الی السلطان، و صحیح مسلم، ج ۳، ص ۱۳۱۵، کتاب الحدود، قطع السارق الشریف وغیره والنهی عن الشفاعة فی الحدود، و ابوداؤد، کتاب ۳۷، باب ۱۶، و نسائی، کتاب ۴۶، باب ۵، ۶ و مسند احمد بن حنبل، ج ۲، ص ۱۵۱

۲۱) عبدالرزاق، المصنف، ج ۱، ص ۱۸۸، حدیث ۱۸۷۷۳

۲۲) ابوداؤد، کتاب المراسیل، (کراچی، نور محمد کارخانہ تجارت کتب، سن ندارد)، ص ۲۷، نیز البیہقی، ابوبکر احمد بن الحسین بن علی، السنن الکبریٰ، (بیروت، لبنان، دار الفکر، سن ندارد)، ج ۸، ص ۲۷۳، و النسائی، سنن النسائی، ج ۸، ص ۸۹، و حاکم، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ نیشاپوری، المستدرک، (مکۃ المکرمہ، دار الباز للنشر، سن ندارد)، ج ۴، ص ۳۸۲

۲۳) دار قطنی، ابوالحسن علی بن عمر، سنن الدار قطنی، (دہلی، مطبع فاروق)، ج ۲، ص ۳۷۳

۲۴) امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب القسامة و المحاربین، باب ۵۴۵، حدیث ۴۲۴)

۲۵) صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب ۵۵۸، حدیث ۴۳۳۸

۲۶) ایضاً، حدیث ۴۳۴

۲۷) عبدالرزاق، مصنف، کتاب الحدود

۲۸) امام محمد بن حسن الشیبانی، کتاب الآثار، ص ۱۳۷

۲۹) بخاری، صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب ۹۵۲، حدیث ۱۶۷۹

۳۰) ایضاً، حدیث ۱۶۸۱

۳۱) ایضاً، باب ۹۵۳، حدیث ۱۶۸۴

۳۲) اعظمی، محمد ضیاء الرحمٰن، اقضیة الرسول، ص ۳۵-۴۷